سلسلہ
اشاعت
نمبر16
۱۲ ربیع الاول شریف کی حقیقت
مکہ مکرمہ میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائے ولادت
تصنیفِ لطیف
حضور مفسرِ اعظم شیخ القرآن والحدیث
پیرِ مفتی ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی
﴿ناشر﴾
بزمِ فیضانِ اُویسیہ (باب المدینہ) کراچی
M-125 اُویسی کمپیوٹر، جیلانی سینٹر، میری ویدر ٹاور کراچی
0321-3309750-59 , 0323-2117890-99
DESINGED BY: RAZACOMPOSING
2465290, 03009293724

۱۲ ربیع الاول کی حقیقت

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی امام الانبیاء والمرسلین
وعلی آلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین

اما بعد! ہمارے دور میں رسول اکرم ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن بارہ ربیع الاول کو جلسے جلوس زوروں پر ہوتے ہیں۔ ہزاروں عیدوں سے بڑھ کر خوشی کا سماں ہوتا ہے وہابی دیوبندی اسکے برعکس بدعت کی رٹ لگاتے رہے اب نیا شوشہ چھوڑا کہ ۱۲ ربیع الاول کو تو حضور ﷺ کی وفات ہے لہٰذا اس دن خوشی کا کیا معنی دوسرا یہ کہ ولادت ۱۲ ربیع الاول کو نہیں ۹ ربیع الاول کو ہے اسی لئے ۱۲ ربیع الاول کو خوشی منانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ فقیر نے بطور فیصلہ لکھا کہ ۱۴ سو سال سے سرور عالم ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول طے شدہ مسئلہ رہا۔ اس ۹ ربیع الاول کا شوشہ چھوڑنا صرف اسی لئے ہے کہ عوام میں شک وشبہ پیدا ہو گا تو وہ اپنے نبی پاک ﷺ کی عقیدت ومحبت کو چھوڑ بیٹھیں گے۔ حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے۔ بلکہ اگر تم بارہ ربیع الاول کے بجائے ۹ کو جشن عید میلاد النبی ﷺ مناؤ تو وہ اسی جوش وجنون کے ساتھ تمہارے ساتھ ہونگے جیسے ۱۲ ربیع الاول ہمارے ساتھ ہوتے ہیں بلکہ اگر تم یہ جشن ۹ کو مناؤ تو ہم بھی تمہارے ساتھ ہوں گے اور ۱۲ ربیع الاول کو بھی ہم اپنے طور پر منالیں گے لیکن تمہارا مقصد تو جشن عید میلاد النبی کو بند کرنا ہے ایں خیال است ومحال ست جنوں۔

وجہ تالیف

کچھ عرصہ سے ہر سال ربیع الاول شریف کے مبارک مہینہ میں پاکستان کے مختلف شہروں سے ایک اشتہار شائع کیا جاتا ہے کہ جناب ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو تو حضور کا وصال ہوا تھا جو لوگ اس دن خوشیاں مناتے ہیں ان کو شرم آنی چاہیے وغیرہ وغیرہ۔ فقیر نے انہی شرم کے درس دینے والوں کیلئے یہ رسالہ ہدیہ ناظرین کیا ہے۔

مقد مہ

میاں عبدالرشید مرحوم نے عقلمند اُلو کے عنوان سے نور بصیرت کے کالم میں لکھا کہ آغاز بہار تھا کہ شگوفے چٹک رہے تھے پھول کھلکھلا رہے تھے ہوا میں کیف و سرمستی کی کیفیت تھی مگر عقلمند اُلو ایک ویران جگہ اداس بیٹھا تھا کسی نے پوچھا حضرت آپ کیوں خوشی نہیں مناتے آہ بھر کر بولا مجھے خزاں کے جانے کا غم کھائے جا رہا ہے۔

عید میلاد النبی کا دن تھا فرش سے عرش تک خوشی کے ترانے گائے جا رہے تھے صلوۃ و سلام کے تحفے نچھاور کئے جا رہے تھے فضا توپوں کی سلامی سے گونج رہی تھی مگر عین صبح کے وقت جو حضور کی ولادت باسعادت کا وقت تھا ایک مولوی صاحب منہ بسور کر تقریر کر رہے تھے کہ یہ تو سوگ کا دن ہے آج کے دن نبی وفات پا گئے تھے۔ (روز نامہ نوائے وقت لاہور)

فقیر اُویسی غفرلہ اہل انصاف سے گذارش کرتا ہے کہ ایسے منہ بسورنے والے ربیع الاول شریف میں برساتی مینڈکوں کی طرح غریب سُنّیوں کے کان کھائیں گے۔ انکے علاج کیلئے فقیر کے رسالہ ھذا کا مطالعہ بڑا مفید ثابت ہوگا۔

(ا نشاء اللہ)

ابوالکلام آزاد نے کہا کہ وصال ۱۲ ربیع الاول کو ہرگز نہیں۔ مخالفین اس صاحب کو اپنا امام اور محقق بے مثال مانتے ہیں ہم اسکی تحقیق اسکی اپنی تصنیف سے پیش کرتے ہیں مخالفین اپنی پرانی ضد کی وجہ سے تسلیم نہ کریں گے تو اہل انصاف کیلئے حجت قائم ہو سکے گی۔ حضور محبوب ربانی ﷺ کا وصال ۱۲ ربیع الاول کو بڑے شد و مد سے بیان کیا جاتا ہے کہ اس دن تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر غم کا پہاڑ ٹوٹا تھا اور امہات المومنین تصویر حزن و ملال بنی ہوئی تھیں۔ اس لئے اس دن خوشی منانا صحابہ کرام کے زخموں پر نمک پاشی کے مترادف ہے۔ حالانکہ یہ دعویٰ قطعی بے بنیاد ہے۔ مندرجہ ذیل حوالہ جات، دلائل اور ابوالکلام آزاد کے مُرتبہ نقشے سے اس دعوی کی قلعی کھل جائے گی۔

یہ دلائل اور نقشہ بتاتے ہیں کہ آپ ﷺ کا وصال یکم یا دو تاریخ ربیع الاول بروز پیر ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ بارہ ربیع الاول عید میلاد کا دن خوشیوں کا دن ہے غم و افسوس کا دن نہیں۔ اس دن کوئی صحابی یا مومنوں کی کوئی ماں ہرگز نہیں روئی البتہ اس دن شیطان ضرور رویا تھا۔

البدایہ والنہایہ جلد ۲ ص ۲۶۶ پر ہے کہ شیطان چار بار رویا ہے۔

حین لعن و حین اھبط و حین ولد رسول اللہ ﷺ و حین نزلت فاتحۃ الکتا ب ۔

اب جس کا جی چاہے بارہ ربیع الاول کو ابلیس کے ساتھ رہ کر گزارے اور جس کا جی چاہے امت مصطفیٰ کے ساتھ مل کر

محفل میلاد منعقد کرے اور اظہار مسرت کرے۔

حافظ ابن کثیر نے لکھا

(۱) قال یعقوب بن سفیان عن یحیٰی بن بکیر عن اللیث انہ قال توفی رسول اللہ ﷺ یوم الاثنین لیلة خلت من ربیع الاول۔ (البدایہ والنہایہ ص ۲۵۱ جلد ۲)

یعنی پیر کے دن ربیع الاول کی ایک رات گزرنے پر وصال فرمایا۔

(۲) علامہ محمد بن سعد...... محمد بن قیس سے مروی ہے کہ حضور ۱۹ صفر ۱۱ھ چہار شنبہ کو بیمار ہوئے آپ تیرہ رات بیمار رہے اور آپ کی وفات ۲ ربیع الاول ۱۱ھ یوم دوشنبہ ہوئی۔ (طبقات ابن سعد جلد دوم صفحہ ۳۱۶)

(۳) امام ابوالقاسم سہیلی نے فرمایا کہ رسول کریم ﷺ کا وصال مبارک بارہ ربیع الاول کو کسی صورت بھی درست نہیں ہوسکتا ۱۰ھ کا حج جمعہ کے دن ہوا۔ اس حساب سے ذی الحجہ کی یکم خمیس (جمعرات) کو ہوئی۔ اس کے بعد فرض کریں۔ تمام مہینے تیس دنوں کے ہوں یا تمام مہینے انتیس دنوں کے یا بعض انتیس دنوں کے تو کسی طرح بھی بارہ ربیع الاول کو پیر کا دن نہیں آتا۔

(البدایہ والنہایہ ص ۲۴۰ جلد ۲)

(۴) نواب صدیق حسن خاں نے لکھا وقوف آپ کا عرفات میں دن جمعہ کے ہوا۔

اس دن آیہ اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ...... (پارہ ۶، سورۃ المآئدۃ، ایت ۳) آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کردیا نازل ہوئی۔ (شمامہ عنبریہ ص ۸۰)

(۵) مولوی اشرف علی تھانوی...... اور بارہویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا کیونکہ اس سال ذی الحجہ کی نویں تاریخ جمعہ کی تھی اور یوم وفات دوشنبہ (پیر) ثابت ہے۔ پس جمعہ کو نویں ذوالحجہ ہوکر بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو کسی طرح نہیں ہوسکتی۔ (نشر الطیب ص ۲۴۱)

(۶) ابوالکلام آزاد...... اپنے مقالات کا مجموعہ ''رسول رحمت'' جس میں وصال شریف کی تاریخ ابوالقاسم سہیلی کے فارمولے کی روشنی میں لکھتے ہیں۔ حساب کی مختلف صورتیں ہوسکتی ہیں۔

(۱) ذی الحجہ، محرم اور صفر تینوں کو تیس تیس دن فرض کیا جائے، یہ صورت عموماً ممکن الوقوع نہیں۔ اگر واقع ہو تو دوشنبہ ۶ ربیع الاول کو ہوگا یا تیرہ ربیع الاول کو۔

(۲) ذی الحجہ، محرم اور صفر تینوں مہینوں کو انتیس انتیس دن کے فرض کیا جائے۔ ایسا بھی عموماً واقع نہیں ہوتا۔ اس صورت میں دوشنبہ ۲ ربیع الاول کو اور ۹ ربیع الاول کو ہوگا۔

ممکن الوقوع صورتوں کا نقشہ

نمبر شمار	صورت	دوشنبہ	دوشنبہ	دوشنبہ
۱	ذی الحجہ ۳۰ محرم و صفر ۲۹	۱	۸	۱۵
۲	ذی الحجہ و محرم ۲۹ صفر ۳۰	۱	۸	۱۵
۳	ذی الحجہ ۲۹ محرم ۳۰ صفر ۳۰	۱	۸	۱۵
۴	ذی الحجہ ۳۰ محرم ۲۹ صفر ۳۰	۷	۱۴	۲۱
۵	ذی الحجہ ۳۰ محرم ۳۰ صفر ۲۹	۷	۱۴	۲۱
۶	ذی الحجہ ۲۹ محرم و صفر ۳۰	۱	۸	۱۵

ظاہر ہے کہ ان صورت میں سے صرف یکم ربیع الاول ہی صحیح اور قابل تسلیم ثابت ہے۔ اس کی تصدیق مزید یوں بھی ہو سکتی ہے کہ یوم وقوف عرفات سے مہینوں کے طبعی دور کے مطابق حساب کر لیا جائے ۹ ذی الحجہ ۱۰ھ کو جمعہ تھا اور یکم ربیع الاول ۱۱ھ کو لازماً دوشنبہ ہوگا۔ یہ بھی معلوم ہے کہ حجۃ الوداع کے یوم سے وفات تک اکاسی (۸۱) دن ہوتے ہیں۔ اس حساب سے بھی دوشنبہ یکم ربیع الاول ہی کو آتا ہے۔

غرض یکم ربیع الاول ۱۱ھ ہی صحیح تاریخ وفات معلوم ہوتی ہے اس کی متوازی عیسوی تاریخ ۲۵ یا ۲۶ مئی ۶۳۲ء نکلتی ہے

(رسول رحمت ص ۲۵۴)

نوٹ

اسکے علاوہ بیشمار حوالہ جات پیش کئے جاسکتے ہیں اہل انصاف کیلئے اتنا کافی ہے اور ضدی کیلئے دفتر بھی ناکافی۔

سوگ یا سُرور

جسکا کوئی عزیز مرجائے تو اس کا زیادہ سے زیادہ تین دن سوگ ہوتا ہے ہاں روافض کی رسم ہے کہ سال بسال سوگ مناتے ہیں جو لوگ نبی پاک ﷺ کو مردہ مانتے ہیں وہ بے شک سوگ منائیں ہم اہلسنت تو اپنے نبی کریم ﷺ کو ہمیشہ دائمی زندہ مانتے ہیں اور زندہ کا ماتم نہیں ہوتا بلکہ اس کیلئے فرحت و سرور ہوتا ہے ہاں موت کے ہم قائل ہیں لیکن انبیاء کو اجل آنی ہے فقط آنی ہے۔ اس موت کی تاریخ جمہور کے نزدیک ۱۲ ربیع الاول نہیں اگر کوئی قول ہے تو اس کا جواب ملاحظہ ہو

سوال

اسی دن آپ ﷺ کا وصال بھی ہوا اس پر غم کیوں نہیں کیا جاتا ہے؟

جواب

امت کے حق میں حضور ﷺ کی ولادت اور رحلتِ اطہر دونوں رحمت ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کہ حضور ﷺ نے فرمایا میری ظاہری حیات اور میرا وصال دونوں تمہارے لئے باعث خیر ہیں۔

حیاتی خیر الکم وموتی خیر لکم (شفاء شریف جلد۲ص۱۹)

دوسرے مقام پر اسکی حکمت ذکر کرتے ہوئی فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی امت پر اپنا خاص کرم کرنے کا ارادہ فرمالیتا ہے تو اس امّت کے نبی کو وصال عطا کر کے اس امّت کے لئے شفاعت کا سامان کر دیتا ہے اور جب کسی امّت کی ہلاکت کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کی ظاہری حیات میں ہی عذاب میں مبتلا کر کے ہلاک کر دیتا ہے اور اس امّت کی ہلاکت کے ذریعے اپنے پیارے نبی کی آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرماتا ہے۔

اذاارادالله رحمة بامة قبض نبيها قبلها فجعله لها فرطاو سلفها واذاارادہ هلكة امة عذبها ونبيها حى فاهلكها وهو ينظر فاقر عينيه بهلكتها حين كذبوه وعصوا امره (مسلم)

فائدہ

مذکورہ حدیث میں لفظ ''فرط'' کی تشریح کرتے ہوئے ملا علی قاری لکھتے ہیں۔

اصل الفرط هو الذى يتقدم الواردين يهيئى لهم مايحتاجون اِليه عند نزولها فى منازلهم ثم استعمل لشفيع فيمن خلفه (مرقات)

''فرط'' کسی مقام پر آنے والوں کی ضروریات اُن کی آمد سے پہلے مہیا کرنے والے شخص کو کہا جاتا ہے۔ پھر اپنے بعد آنے والے کی سفارش کرنے والے کے لئے مستعمل ہونے لگا۔

فائدہ

اس امت پر اللہ تعالےٰ کی کتنی بڑی عنایت ہے کہ آخرت میں پیش ہونے سے پہلے اس کے لئے حضور ﷺ کو شفیع بنا دیا گیا۔ اسی لئے آپ نے فرمایا میرا وصال بھی تمہارے لئے رحمت ہے۔ جب یہ بات طے پاگئی کہ امّت کے حق میں دونوں رحمت ہیں تو اب دیکھنا یہ ہے کہ ان دونوں میں نعمتِ عظمیٰ کون سی ہے؟ تو ظاہر ہے کہ آپ ﷺ کی دنیا میں تشریف آوری امّت کے حق میں ایسی عظیم نعمت ہے کہ اس کے ذریعے ہی دوسری ہر نعمت حاصل ہوئی۔

امام جلال الدین سیوطی مذکورہ سوال کا جواب دیتے ہوئے اصول شریعت بیان کرتے ہیں کہ

وقد امر الشرع بالعقیقة عند الولادة وھی اظھار شکر و فرح بالمولود ولم یا مر عندالموت بذبح ولا بغیرہ بل نھی عن النیا حة واظھار الجزع فدلت قواعد الشر یعة علی انہٗ یحسن فی ھٰذا الشھر اظھار الفرح بولادتہ ﷺ دون اظھار الحزن فیہ بوفاتہ۔

(حسن المقصدفی عمل المولد الحاوی للفتاویٰ)

شریعت نے ولادت کے موقعہ پر عقیقہ کا حکم دیا ہے اور یہ بچے کے پیدا ہونے پر اللہ کے شکر اور خوشی کے اظہار کی ایک صورت ہے لیکن موت کے وقت ایسی کسی چیز کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ نوحہ، جزع وغیرہ سے منع کردیا ہے۔ شریعت کے مذکورہ اصول کا تقاضا ہے کہ ربیع الاول شریف میں آپ ﷺ کی ولادت باسعادت پر خوشی کا اظہار کیا جائے نہ کہ وصال پر غم۔

اسی مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے مفتی عنایت احمد کاکوروی حرمین شریفین کے حوالے سے لکھتے ہیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ اس محفل میں ذکر وفات شریف نہ چاہیے اس لئے کہ یہ محفل واسطے خوشی میلاد شریف کے منعقد ہوتی ہے۔ ذکر غم جانکاہ اس محفل میں نازیبا ہے۔ حرمین شریفین میں ہرگز عادت ذکر قصہ وفات کی نہیں ہے۔ (تواریخ حبیب اللہ ص ۱۵)

اور پھر آپ ﷺ کا وصال ایسا نہیں جو امت سے آپ ﷺ کا تعلق ختم کردے بلکہ آپ ﷺ کا فیضانِ نبوت تا قیامت جاری ہے۔ اور آپ ﷺ برزخی زندگی میں دنیاوی زندگی سے بڑھ کر حیات کے مالک ہیں۔ حضرت مُلّا علی قاری نے آپ کے وصال کے بارے میں کیا خوب فرمایا ہے۔

لیس ھناك موت ولا فوت بل انتقال من حال الی حال (مرقات)

کہ یہاں نہ موت ہے اور نہ وفات بلکہ ایک حال سے دوسرے کی طرف منتقل ہونا ہے۔

ولادت ۱۲ ربیع الاول یا ۹

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ مسلمانانِ عالم شروع ہی سے متفقہ طور پر یومِ ولادت مصطفٰے علیہ التحیۃ والثناء ۱۲ ربیع الاول کو مناتے چلے آرہے ہیں اور آج بھی یہ مبارک دن دنیا کے تمام ممالک میں ۱۲ ربیع الاول ہی کو نہایت تزک واحتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ مدینہ منورہ میں بھی اسی تاریخ کو حجازی مسلمانوں کا ایک عظیم الشان اجتماع ہر سال انعقاد پذیر ہوتا ہے ۔ ایامِ حج کے اجتماع کے بعد اسے سب سے بڑا اور شاندار اجتماع کہا جاسکتا ہے۔ اہالیانِ مدینہ طیبہ اپنے اپنے گھروں میں بھی اسی تاریخ کو میلاد شریف کی محافل منعقد کرتے ہیں، لیکن اس کی زیادہ تشہیر نہیں کی جاتی۔ دنیا میں کوئی ایسا ملک یا علاقہ نہیں، جہاں ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ کسی اور تاریخ کو یومِ ولادت منایا جاتا ہو۔ بعض مؤرخین نے ۱۲ ربیع الاوّل کے علاوہ جو تاریخیں لکھی ہیں یا اُن کے سہو یا کمزور روایات پر انحصار کے نتیجے میں اُن سے لغزش سرزد ہوئی ہے۔ اور اسلامی لٹریچر میں

ایسی باتیں یاروایتیں بیشمار ملتی ہیں۔لیکن جولوگ میلادالنبی منانے کے مخالف ہیں۔انہوں نے مؤرخین کے اس سہو یا تسامح سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یہ اشتباہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ ۱۲ ربیع الاول صحیح تاریخ ولادت نہیں ہے اور موجودہ دور کے بعض سیرت نگاروں نے محمود پاشا فلکی کی علمِ نجوم اور ریاضی کے ذریعے دریافت کی ہوئی تاریخ ۹ ربیع الاول کو صحیح قرار دیا ہے۔حالانکہ سیرت کی اولین کتب میں یہ تاریخ نہیں ملتی اور نہ کسی صحابی یا تابعی کا کوئی قول ۹ ربیع الاول کے باب میں ملتا ہے۔

جمہور کی آواز

دین ودنیا کا یہ قانون ہے اور ہر ذہن کو قابل قبول ہے کہ بات وہی حق ہوتی ہے جس طرف جمہور ہوں فقیر ذیل میں جمہور از صحابہ کرام تا حال کی تصریحات عرض کرے جسمیں متفقہ فیصلہ ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کی ولادت کریمہ ۱۲ ربیع الاول کو ہے اس کے برعکس نہ صرف ۹ بلکہ ۲ ربیع الاول ۵ ربیع الاول ۱۰ ربیع الاول تمام اقوال نا قابل قبول ہیں اس لئے کہ یہ تمام اقوال خلاف تحقیق یا مؤول ہیں۔

حضور سید عالم ﷺ کی ولادت کے بارے میں حافظ ابوبکر بن ابی شیبہ نے صحیح اسناد سے روایت فرمایا

عن عفان ،عن سعید بن میناء ،عن جابر وابن عباس انهما قالاولد رسول الله ﷺعام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من شهر ربیع الاوّل۔

عفاّن سے روایت ہے وہ سعید بن میناء سے روایت کرتے ہیں کہ جابر اور ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت عام الفیل میں سوموار کے روز بارھویں ربیع الاوّل کو ہوئی۔

فائدہ

اس حدیث کے راوی ابوبکر بن محمد بن شیبہ بڑے ثقہ،حافظِ حدیث تھے۔

ابوذرعہ رازی المتوفی ۲۶۴ھ فرماتے ہیں۔''میں نے ابوبکر بن محمد بن شیبہ سے بڑھ کر حافظِ حدیث نہیں دیکھا''

محدث ابنِ حبان فرماتے ہیں:

ابوبکر عظیم حافظِ حدیث تھے۔آپ کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے حدیثیں لکھیں۔ان کی جمع وتدوین میں حصّہ لیا اور حدیث کے بارے میں کتب تصنیف کیں۔آپ نے ۲۳۵ھ میں وفات پائی۔ابنِ ابی شیبہ نے عفان سے روایت کیا ہے جن کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ عفان ایک بلند پایہ امام،ثقہ اور صاحبِ ضبط واتقان ہیں اور سعید بن میناء بھی ثقہ ہیں۔

یہ صحیح الاسناد روایت دو جلیل القدر صحابہ حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہے۔

پس اس قول کی موجودگی میں کسی مؤرخ کا یہ کہنا کہ سرکار ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاول کے علاوہ کسی اور دن ہوئی، ہرگز قبول نہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضور ﷺ کے چچازاد بھائی تھے۔ حضور پاک ﷺ سے قریبی رشتہ ہونے کی وجہ سے اُن کی بات سند کی حیثیت رکھتی ہے۔ انہوں نے یہ روایت ہاشمی خاندان کے بزرگوں یا سن رسیدہ خواتین سے سُنی ہو گی۔

حضرت ابن عباس کے لئے رسالت مآب ﷺ نے دُعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ فِیْہِ وَانْشُرْ عَنْہُ ''اے اللہ اِن کو برکت عطا فرما اور اِن سے نورِ علم پھیلا''

(۲) محمد بن اسحاق کا قول

حضرت محمد بن اسحاق پہلے سیرت نگار ہیں۔ ان سے پہلے ''مغازی'' تو لکھی جا چکی تھیں مگر حضور سید الانام ﷺ کی سیرت کا آغاز انہوں نے ہی کیا۔ ابن اسحاق نے بھی اپنی کتاب کا نام ''کتاب المغازی'' ہی رکھا۔ لیکن یہ کتاب فی الاصل تین حصوں میں تقسیم کی گئی ہے، یعنی ''المبتداء'' ''المبعث'' اور ''المغازی'' پہلے حصے میں اسلام سے پہلے نبوت کی تاریخ ہے۔ دوسرا حصہ آنحضرت ﷺ کی مکی زندگی اور تیسرا حصہ مدنی زندگی پر مشتمل ہے۔ حضرت محمد بن اسحاق رسول اکرم ﷺ کی ولادت کے بارے میں لکھتے ہیں

وُلد رسول اللہ ﷺ یوم الاثنین لاثنتیَ عشرۃ لیلۃً خلت من شھر ربیع الاوّل ،عام الفیل

(سیرت ابن ہشام)

''آنحضرت ﷺ پیر کے دن بارہ ربیع الاول عام الفیل کو جلوہ افروز ہوئے''۔

فائدہ

ابن اسحاق امام زُہری کے شاگرد اور تابعی تھے۔ اُن کا انتقال ۱۵۰ھ (یا شاید ۱۵۱ھ) میں ہوا۔ پہلے یہ کتاب ناپید تھی اور اصل کتاب کہیں نہیں ملتی تھی۔ مگر نقوش کے ''رسول نمبر'' نے یہ مسئلہ حل کر دیا۔ ''رسول نمبر'' جلد اوّل میں ڈاکٹر نثار احمد فاروقی جرمن مستشرق جوزف ہوروِتس JOSEPH HORO کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

''ابن اسحاق کی تالیف، سیرۃ کے موضوع پر پہلی تحریر ہے جو ہمیں اقتباسات کی شکل میں نہیں بلکہ ایک مکمل اور خاصی ضخیم کتاب کی صورت میں ملی ہے''۔

سیرۃ ابن اسحاق کی تحقیق ڈاکٹر محمد حمید اللہ نے کی۔ اُردو ترجمہ نُورالٰہی ایڈووکیٹ نے کیا اور جنوری ۱۹۸۵ء میں نقوش کے ''رسول نمبر'' کی جلد یازدہم میں شائع ہوئی۔

سیرتِ ابن اسحاق کی تحقیق لندن یونیورسٹی کے عربی پروفیسر (A.GUILLAUME) نے بھی کی اور اس کا ترجمہ انگریزی زبان میں کیا۔ جو ۱۹۵۵ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی نے شائع کی۔ اس میں بھی سرکار ﷺ کی ولادت کے بارے میں یہ لکھا ہے۔

The Apostle was born on Monday ,12 Rabi-ul-awwal,in the year of the Elephant .

''پیغمبر خدا عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاول کو پیر کے دن پیدا ہوئے''

(۳) ابن ھشام کا قول

حضرت ابو محمد عبدالمالک بن محمد بن ہشام متوفی ۲۱۳ھ نے ''سیرت ابن ہشام'' میں لکھا ہے۔ ''رسولِ خدا پیر کے دن بارھویں ربیع الاول کو پیدا ہوئے جس سال اصحابِ فیل نے مکہ پر لشکر کشی کی تھی''

''سیرتِ ابنِ ہشام'' ایک مستند تاریخ کی کتاب ہے۔ جس کی کئی شرحیں، تلخیصات اور منظومات لکھی جا چکی ہیں۔ اس کا فارسی، اُردو، انگریزی، جرمن اور لاطینی زبان میں ترجمہ ہو چکا ہے۔ حافظ ابنِ یونس نے ابنِ ہشام کو ثقہ قرار دیا ہے اور کسی نے تجریح و تضعیف نہیں کی بلکہ ہر تذکرہ نگار نے ان کا ذکر احترام اور اعتراف کے ساتھ کیا ہے۔

(۴) ابی الفداء اسمعیل ابن کثیر کا قول

حافظ عماد الدین ابوالفداء اسمٰعیل ابن کثیر القرشی الدمشقی المتوفی ۷۷۴ھ ''السیرۃ النبوۃ'' میں رقمطراز ہیں۔

'' ورواہ ابن ابی شیبۃ فی مصنفہ عن عفان ،عن سعیدبن میناء ،عن جابر و ابن عباس انھما قالا،ولد رسول اللہ ﷺ عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من شھرربیع الاوّل وھذا ھوالمشھور عند الجمھور''۔

علامہ ابن کثیر جیسے جید عالم، محدث، مفسر اور مؤرخ کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاوّل کو ہوئی''۔

نوٹ

مخالفین ابن تیمیہ کے بعد ابن کثیر کو اپنا امام مانتے ہیں۔

(۵) علامہ ابنِ جوزی کا قول

ابوالفرج عبدالرحمٰن جمال الدین بن علی بن محمد القرشی البکری الحنبلی (۵۱۰۔۵۹۷ھ) نے ''الوفا'' میں لکھا ہے۔
''آپ کی ولادت سوموار کے دن عام الفیل میں دس ربیع الاوّل کے بعد ہوئی۔ ایک روایت یہ ہے کہ ربیع الاوّل کی دو راتیں گزرنے کے بعد یعنی تیسری تاریخ کو اور دوسری روایت یہ ہے کہ بارھویں رات کو ولادت ہوئی''۔ علامہ ابنِ جوزی نے حضور ﷺ کے حالات پر ایک کتاب ''تلقیحُ فُھوم الاثر'' بھی لکھی۔ جسے مولانا محمد یوسف بریلوی نے ۱۹۶۹ء میں مفید خواشی کے ساتھ شائع کیا۔ یہ جید برقی پریس دہلی سے چھپی تھی۔ اس میں بھی علامہ ابن جوزی نے پیر کا دن اور ماہِ ربیع الاوّل کی دیگر تواریخ کے ساتھ بارہ بھی لکھی ہے۔ ابنِ جوزی نے ''مولد النبی'' کے نام سے ایک رسالہ بھی لکھا۔ اس کا ترجمہ مولانا عبدالحلیم لکھنوی نے کیا تھا جو ۱۹۲۳ء میں لکھنو سے چھپا اس میں تاریخ ولادت کے بارے میں لکھا ہے۔

''تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ اس بارے میں تین قول ہیں۔ ایک یہ کہ آپ ﷺ ربیع الاوّل کی بارھویں شب کو پیدا ہوئے۔ یہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے۔ دوسرا یہ کہ آٹھویں اس ماہ کی پیدا ہوئے۔ یہ حضرت عکرمہ کا قول ہے۔ تیسرا یہ کہ آپ ﷺ کی ولادت ۲ ربیع الاوّل کو ہوئی یہ حضرت عطاء کا قول ہے۔ مگر سب سے صحیح قول پہلا قول ہے''

علامہ ابن الجوزی ایک فصیح البیان واعظ، بلند پایہ محقق اور عظیم المرتبت مصنّف تھے۔ اندازاً تین سو کتابیں لکھیں۔ علامہ ابنِ جوزی نے ۱۲ ربیع الاوّل کے علاوہ ۲، ۸ اور ۱۰ ربیع الاوّل کے بارے میں اقوال نقل کیے ہیں لیکن ۱۲ ربیع الاوّل پر انہوں نے اجماع نقل کیا ہے۔

(۶) شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانی

شارح بخاری نے لکھا ہے

''وکان مولده لیلة الاثنین لاثنتی عشرة لیلة خلت من شهر ربیع الاوّل''۔

''آپ ﷺ کی ولادت پیر کے دن جب ربیع الاوّل کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں''

(۷) فاضل زرقانی فرماتے ہیں

''الشهور انه ﷺ ولد یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاوّل وهو قول محمد بن اسحاق امام المغازی''

(شرح مواہب)

''مشہور یہی ہے کہ آپ ﷺ پیر کے دن بارہ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے اور امامِ مغازی محمد بن اسحاق کا یہی قول ہے''

(۸) احمد موسیٰ البکری

احمد موسیٰ البکری کی کتاب "التاریخ العزلی القدیم والسیرۃ النّبویۃ"
سعودی عرب کی وزارۃ المعارف نے ۱۳۹۶ھ میں طبع کرائی۔ اس میں آنحضرت ﷺ کی ولادت کے متعلق ہے۔

"ولدرسول الکریم محمد ﷺ فی مکۃ المکرمۃ فی فجر یوم الاثنین الثانی عشر عن ربیع الاول
الموافق ۲۰ نیسان (اپریل)
۵۷۱ م و تعرف سنۃ مولدہ بعام الفیل"

"رسولِ کریم محمد مصطفےٰ ﷺ مکہ مکرمہ میں عام الفیل کے سال پیر کے دن ۱۲ ربیع الاوّل مطابق ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو صبح کے وقت پیدا ہوئے"

(۹) ابراھیم الابیاری

"مھذب السیرۃ النبویۃ" میں رقمطراز ہیں

"وولد رسول اللہ ﷺ یوم الاثنین، لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شھر ربیع الاوّل، عام الفیل"

"رسول اللہ ﷺ پیر کے دن ۱۲ ربیع الاوّل کو عام الفیل میں پیدا ہوئے"

(۱۰) ابنِ سید الناس نے "عُیوُن الاثر" میں لکھا ہے۔

"وولدسیدنا و نبینا محمد رسول اللہ ﷺ یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شھر ربیع الاوّل
عام الفیل"

ہمارے پیارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ پیر کے دن جب ۱۲ ربیع الاوّل کی راتیں گزری تھیں، عام الفیل میں پیدا ہوئے"

(۱۱) امام محمد غزالی نے "فقہ السّیرۃ" میں حضور ﷺ کی تاریخ ولادت یہ درج فرمائی ہے۔

"سنۃ ۵۷۰ مفی الثانی عشر من ربیع الاوّل ۵۳ ق۔ھ"

"یعنی ۵۷۰ء میں ۱۲ ربیع الاوّل ۵۳ قبل ہجرت"

(۱۲) ڈاکٹر محمد عبدہٗ یمانی نے اپنی کتاب "عَلِّمُوْا اَوْلَادَکُم مَحبۃَ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ" (اپنی اولاد کو سرکار کی محبت کا درس دو) میں ربیع الاوّل کی ۱۲ تاریخ کو صحیح قرار دیا ہے۔ اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن وزارت اعلام، سعودی عرب کے زیر اہتمام ۱۹۸۷ء میں شائع ہوا۔ وہ حضور ﷺ کی ولادت کے متعلق لکھتے ہیں۔

"یقول ابن اسحاق شیخ کتاب السیرۃ (ولد رسول اللہ ﷺ یوم الاثنین، لاثنتی عشرۃ لیلۃ من ربیع

الاوّل عام الفیل)“

”ابن اسحاق جو سیرت نگاروں کے امام ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے عام الفیل کے مہینے ربیع الاوّل کی بارھویں شب کو پیر کے دن تولد فرمایا“

(۱۳) ڈاکٹر محمد سعید رمضان البوطی رقمطراز ہیں

”واما ولادته ﷺ فقد کانت فی عام الفیل ،ای العام الذی حاول فیه ابر هة الاشرم غزو مکة وهم الکعبة فرده الله عن ذٰلك بالایة الباهرة التی وصفها القران ،کانت علی الارجح یوم الاثنتی عشرة لیلة خلت من شهر ربیع الاوّل “

”جہاں تک آپ ﷺ کی ولادت کا تعلق ہے وہ عام الفیل میں تھی۔یعنی اس سال میں جب ابرہہ الاشرم نے یہ کوشش کی کہ وہ مکّے پر حملہ کر کے کعبے کو گرادے۔لیکن خداوندِ عالم نے کُھلی نشانی کے ذریعے اس کو وہاں سے دفع کیا جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے۔ولادت کے متعلق زیادہ قول قوی یہ ہے کہ وہ پیر کے دن تھی اور ربیع الاوّل کے مہینے کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں“

(۱۴) ابوالحسن علی الحسینی الندوی نے ”قصص النبیّین “کی جلد پنجم موسوم بہ ”سیرۃ خاتم النبیّین “میں لکھا ہے۔

”وولد رسول الله ﷺ ،یوم الاثنین الیوم الثانی عشر من شهر ربیع الاوّل عام الفیل “

”رسول اللہ ﷺ عام الفیل میں ۱۲ ربیع الاوّل کو پیر کے دن پیدا ہوئے“

(۱۵) محدثِ جلیل سید جمال حُسینی نے ۸۸۰ھ میں ”روضة الاحباب “ لکھی۔انہوں نے ولادتِ سرکار ﷺ کے متعلق لکھا

”مشہور قول یہ ہے اور بعض نے اسی پر اتفاق کیا ہے کہ آپ ﷺ ربیع الاوّل کے مہینہ میں پیدا ہوئے۔۱۲ ربیع الاوّل مشہور تاریخ ولادت ہے۔بعض نے ربیع الاوّل کا پہلا دوشنبہ بتایا ہے۔اور یومِ دوشنبہ کے یوم ولادت ہونے کے بارے میں علماء کا اتفاق ہے۔نوشیرواں عادل کی حکومت کو جب چالیس سال پورے ہوئے تو آپ ﷺ پیدا ہوئے۔صاحب جامع الاصول نے بیان کیا کہ سکندر رومی کو آٹھ سو سال سے زیادہ ہو چکے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چھ سو سال گزر چکے تھے کہ پیدا ہوئے“

(۱۶) شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے لختِ جگر شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب ” مختصر سیرت الرسول “ میں لکھتے ہیں۔

"وولد علیه السلام یوم الاثنین لثمان خلون من ربیع الاوّل ،اختاره وقیل لعشر منه ، وقیل لاثنتی عسرة خلت منه "

''حضور ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے جب ربیع الاوّل کے آٹھ دن گزر چکے تھے۔اور ایک اور قول کے مطابق ۱۲ دن گزر چکے تھے"

(۱۷) عظیم مؤرخ ابن خلدون متوفی ۸۰۸ھ نے "سیرت الانبیاء" میں لکھا ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ کی ولادت دوشنبہ بارہ ربیع الاوّل ۵۷۰ء کو ہوئی۔

نوٹ

مخالفین ہمیشہ عوام کو اکساتے رہتے ہیں کہ سعودی عرب کی شریعت پر عمل کرو۔یہ حوالہ تو سعودی عرب کے امام اول کے لختِ جگر کا ہے اسکو بھی مان لو۔

(۱۸) طبری نے ۱۲ ربیع الاوّل کو یوم ولادت قرار دیا ہے۔

(۱۹) طیبی نے لکھا ہے کہ حضور پاک رحمۃ للعالمین ﷺ روز دوشنبہ دوازدھم ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔

(۲۰) مولوی سیّد محمد الحسنی ایڈیٹر "البعث الاسلامی" نے "نبی رحمت" میں ۱۲ ربیع الاوّل دوشنبہ کا دن یومِ ولادت قرار دیا ہے۔

(۲۱) امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ (۱۹۳۲ء) لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ولادت ماہِ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ کو پیر کے دن طلوعِ صبح کے قریب ہوئی۔علامہ نبہانی جامعہ الازہر مصر کے فارغ التحصیل تھے۔ایک راسخ العقیدہ مسلمان اور عاشقِ رسول تھے۔حضرت احمد رضا بریلوی قدس سرّہٗ کے ہمعصر تھے۔اُن کی ایک کتاب پر زوردار تقریظ بھی لکھی تھی۔

(۲۲) مشہور عالمِ دین الشیخ مصطفٰے الغلایینی (التوفی ۱۹۴۴ء) پروفیسر کیئہ اسلامیہ بیروت اپنی تالیف "لباب الخیار فی سیرۃ المختار" میں رقمطراز ہیں۔

''ربیع الاوّل کی بارھویں تاریخ کو عالمِ مادی آپ ﷺ کے وجود مسعود سے مشرف ہوا۔

نوٹ

علامہ مصطفٰے الغلایینی جماعتِ اسلامی کے ممدوحین میں سے تھے۔اُن کی کتاب کا ترجمہ ملک غلام علی نے کیا۔جو مکتبہ تعمیر انسانیت لاہور نے شائع کیا۔اس پر "پیش لفظ" ابوالاعلیٰ مودودی نے لکھا۔اگر مودودی کو بارہ ربیع الاوّل کے دن حضورِ اکرم ﷺ کے ولادت باسعادت کے قول سے اختلاف ہوتا تو وہ حاشیہ وتقریظ میں اس کا اظہار کرتے۔لیکن مودودی

نے بارہ ربیع الاوّل کو یومِ ولادتِ مصطفٰے ﷺ سے اختلاف نہیں کیا۔اس سے واضح ہوگیا کہ جماعت اسلامی بھی ۱۲ ربیع الاوّل کو آنحضرت ﷺ کا یومِ ولادت مانتی ہے۔

مصر کے سیرت نگار سرکارِ ہر عالم ﷺ کی ولادتِ پاک ۱۲ ربیع الاوّل ہی تسلیم کرتے ہیں۔چند مصری اہل سیر کی کُتب سے رسول اکرم ﷺ کے یومِ ولادت کا ذکر کرتا ہوں۔

(۲۳)ڈاکٹر محمد حسین ہیکل نے "حیاتِ محمد" میں تحریر کیا ہے

"والجمهور علی انه ولد فی الثانی عشر من شهر ربیع الاوّل"

"اکثریت کے نزدیک آنحضرت ﷺ کی ولادت بارہ ربیع الاوّل کو ہوئی"

(۲۴) شیخ محمد رضا سابق مدیر مکتبہ جامعہ فواد قاہرہ اپنی عربی تصنیف "محمد رسول الله" میں رقمطراز ہیں

بتاریخ ۱۲ ربیع الاوّل مطابق ۲۰ اگست ۵۷۰ء بروز دوشنبہ صبح کے وقت حضورِ اکرم کی ولادت باسعادت ہوئی۔(اہلِ مکہ کا معمول چلا آرہا ہے کہ وہ آج تک آپ کی ولادت کے وقت آپ کے مقام ولادت کی زیارت کرتے ہیں) اسی سال اصحاب فیل کا واقعہ پیش آیا تھا۔نیز کسریٰ نوشیرواں خسرو بن قباد بن فیروز کی حکومت پر چالیس سال گزر چکے تھے۔

نوٹ

شیخ محمد رضا کی یہ کتاب پہلی بار مئی ۱۹۲۴ء میں شائع ہوئی تھی۔سیرت پر بہترین کتب میں اس کا شمار ہوتا ہے۔مصنف نے بڑی چھان بین کے بعد ہر بات لکھی ہے وہ خود فرماتے ہیں۔میں نے اس تالیف میں مختلف روایات کی تحقیق و چھان بین کی ہے۔نیز صرف ان صحیح ترین روایات ہی کو جن پر اکابر صحابہ وعلماء کا اتفاق ہے پیش کیا ہے۔

(۲۵) مصر کے شہرۂ آفاق عالم شیخ محمد ابوزہرۃ اپنی تالیف "خاتم النبیّین" میں لکھتے ہیں۔

"والحمهرة المعظی من علماء الروایةعلی ان مولده علیه الصلوٰة والسلام فی ربیع الاوّل من عام الفیل فی لیلة الثانی عشر منه"

(۲۶) علامہ محی الدین خیاط مصری نے "تاریخ اسلام" میں ۱۲ ربیع الاوّل دوشنبہ، ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت کا دن قرار دیا ہے۔

(۲۷) انڈونیشیا کے اسکالر کی رائے:

انڈونیشیا کے اسکالر ڈاکٹر فواد فخر الدین اپنے ایک مضمون بعنوان "رسول اکرم اور انسانی معاشرہ" میں تحریر فرماتے ہیں۔

"۱۲ ربیع الاوّل کی تاریخ وہ مبارک تاریخ ہے۔جس میں سرورِ کائنات ﷺ اس دنیا میں جلوہ افروز ہوئے"

(۲۸)جنوبی افریقہ کے عالم کا قول

جنوبی افریقہ کے شہر ڈربن (Durban) سے شائع ہونے والے The Muslim Digest کے دسمبر ۱۹۴۴ء کے شمارے میں ابراہیم عمر جیلوا اپنے مضمون بعنوان ''تین عیدیں'' (The Three Eid) میں رقمطراز ہیں

The 12th of lunar month of Rabi -ul -Awwal is Commonly taken to the date of the birth of Prophet

قمری سال کے ماہ ربیع الاوّل کی ۱۲ تاریخ کو مشترکہ طور پر پیغمبر ﷺ کا یوم ولادت منایا جاتا ہے۔(رسول نمبر ص ۶۴۹)

بر صغیر کے علماء کے نزدیک صحیح تاریخ ولادت

برصغیر کے علماء کی اکثریت نے ۱۲ ربیع الاوّل کو یومِ ولادت تسلیم کیا ہے۔علامہ شبلی نعمانی سے پہلے کسی نے بھی ۹ ربیع الاوّل نہیں لکھی۔جو سیرت کی کتب مجھے مل سکی ہیں اُن کا ذکر کرتا ہوں

(۲۹) حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سُرور المخزون ترجمہ نُور العُیون ص ۹ میں تحریر فرمایا ہے

ولادت آنحضرت اروزدو شنبه مستحق شداز شهر ربيع الاوّل ازسالے كه واقعه فيل دراں بود .بعض گفة اندبتاريخ دوم وبعض گفة اند بتاريخ سوم و بعض گفة اند بتاريخ دوازدهم

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب ۱۸۹۱ء میں مطبع محمدی لاہور نے شائع کی تھی جو ۲۴ صفحات پر مشتمل تھی۔اس کا ترجمہ عزیز ملک نے ''سیّد المرسلین'' کے نام سے کیا جو ادبستان لاہور کے زیر اہتمام شائع ہوا۔مگر وہ ترجمہ کرتے وقت دیانتداری کا دامن نہ تھام سکے اور ترجمہ یوں کیا'' آنحضرت ﷺ کا یوم ولادت متفقہ طور پر دوشنبہ کا دن اور ربیع الاوّل کی نو تاریخ تھی واقعہ فیل بھی اسی سال ہوا تھا۔لیکن اسی کتاب کا ترجمہ خلیفہ محمد عاقل نے ''سیرت الرسول'' کے نام سے کیا جو دارالاشاعت کراچی سے شائع ہوا انہوں نے صحیح ترجمہ اس طرح کیا۔''جس سال واقعہ فیل پیش آیا،اسی سال ماہِ ربیع الاوّل میں دوشنبہ کے دن آنحضرت ﷺ کی ولادت ہوئی جمہور کے نزدیک یہی قول صحیح ہے۔البتہ تاریخ ولادت کی تعیین میں اختلاف ہے۔بعض نے دوسری بعض نے تیسری اور بعض نے بارھویں تاریخ بیان کی ہے۔

رازفاش

ناظرین نے دیکھا کہ ملک صاحب نے کیسی علمی خیانت کی جس کا راز فاش کیا تو اسکے اپنے بھائی نے۔دارالاشاعت مفتی محمد شفیع دیوبندی کے بیٹے کا علمی زمانہ یاد رہے کہ ایسے کارنامے اس جماعت کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے صرف بدلنے

کی بات نہیں یہ کتابوں اور صفحات اور عبارات بدلنے کو دین کی بڑی خدمت سمجھتے ہیں دراصل یہ یہود یا نہ سازش ہے۔
تفصیل دیکھیے فقیر کی کتاب التحقیق الجلی فی مسلك شاہ ولی

(۳۰) ڈاکٹر محمد ایوب قادری علامہ کاکوروی کی کتاب ''تواریخ حبیب اللہ'' کے متعلق لکھتے ہیں۔

اُردو زبان میں سیرت مبارکہ پر شمالی ہند میں یہ پہلی قابلِ ذکر کتاب ہے علامہ عنایت احمد کاکوروی ایک جید عالم تھے انہوں نے جنگ آزادی میں حصہ لیا تھا اور کالا پانی میں قید رہے تھے۔ علم ہیئت و ہندسہ کے ماہر تھے۔ علم نجوم کے متعلق ایک کتاب موسوم بہ ''مواقع النجوم'' لکھی اور ''ملخصائے حساب'' بھی تصنیف کی علم ہندسہ اور نجوم کے زیرک عالم ہونے کے باوجود انہوں نے تاریخ ولادت ۱۲ ربیع الاوّل ہی لکھی ہے۔ اگر تقویمی حساب سے پیر کے دن اور بارہ ربیع الاوّل میں مطابقت نہ ہوتی اور اختلاف ہوتا یا انہیں قدماء کے مؤقف پر شک ہوتا تو علامہ کاکوروی ضرور بیان کرتے اور ۱۲ تاریخ سے اختلاف کرتے مگر ایسا نہیں ہے۔ علامہ کاکوروی ۷ شوال المکرم ۱۲۷۹ھ کو حالتِ احرام میں جدہ کے قریب ایک ہوائی حادثے میں شہید ہوئے۔

(۳۱) سرسیّد احمد خان بانی علیگڑھ یونیورسٹی اپنی کتاب ''سیرت محمدی'' میں تحریر فرماتے ہیں۔

''جمہور مؤرخین کی یہ رائے ہے کہ آنحضرت ﷺ بارھویں ربیع الاوّل کو عام الفیل کے پہلے برس یعنی ابرہہ کی چڑھائی سے پچپن روز بعد پیدا ہوئے''

خطبات لاحمدیہ علی العرب والسیرۃ الحمدیہ'' کے انگریزی ترجمہ

Life of Muhammad

Birth and Childhood of Muhammad.

(حضرت محمد ﷺ کی ولادت اور بچپن) کے زیر عنوان لکھا ہے:

Oriental historian are for the most part of opinton that the date of Mohammad's birth was 12th of Rabi 1,in the first year of Elephant or fifty five days after the attack of Abraha.

یعنی جمہور مؤرخین کی رائے ہے کہ آنحضرت ﷺ بارھویں ربیع الاوّل کو عام الفیل کے پہلے برس یعنی ابرہہ کی چڑھائی سے پچپن روز بعد پیدا ہوئے۔

(۳۲) مولانا مفتی محمد شفیع کی ''سیرتِ خاتم الانبیاء'' بھی خاصی اہم ہے۔ یہ کتاب آج سے کوئی پچاس سال پہلے لکھی گئی

تھی۔اس کے متعلق مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا۔میں مؤلف ہذا سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کی دس جلدوں کا ویلیو میرے نام کردیں تاکہ میں اپنے خاندان کے بچوں اور عورتوں کو پڑھنے کے لئے دوں۔مولوی عزیز الرحمٰن عثمانی مفتی دارالعلوم کی رائے یہ ہے۔مؤلف نے نہایت فصاحت و بلاغت اور ایجازِ محمودہ سادگی و بے تکلفی کے ساتھ صحیح حالات و وقائع کو جمع کردیا ہے۔حسین احمد مدنی نے لکھا"میں آپ کے رسالہ (سیرتِ خاتم الانبیاء) کے پہلے ہی ایڈیشن کو حرفاً حرفاً دیکھ چکا ہوں اور نہایت موزوں پاکر نصاب میں داخل کرچکا ہوں"۔مولوی انور شاہ کاشمیری اور مولوی اصغر حسین محدّث دارالعلوم دیوبند کی تقاریظ بھی اسی نوعیت کی ہیں۔"سیرت خاتم الانبیاء" میں ہے۔

الغرض جب سال اصحابِ فیل کا حملہ ہوا۔اس کے ماہِ ربیع الاوّل کی بارھویں تاریخ روز دوشنبہ دنیا کی تاریخ میں ایک نرالا دن ہے کہ آج پیدائشِ عالم کا مقصد، لیل ونہار کے انقلاب کی اصلی غرض، آدم واولادِ آدم کا فخر، کشتی نوح کی حفاظت کا راز، ابراہیم کی دُعا اور موسیٰ وعیسیٰ کی پیشگوئیوں کا مصداق یعنی ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ ﷺ رونق افروزِ عالم ہوتے ہیں۔

حاشیے میں مفتی صاحب لکھتے ہیں

اس پر اتفاق ہے کہ ولادت باسعادت ماہِ ربیع الاوّل میں دوشنبہ کے دن ہوئی۔لیکن تاریخ کے تعیین میں چار اقوال مشہور ہیں۔دوسری، آٹھویں، دسویں، بارھویں........ مشہور قول بارھویں تاریخ کا ہے۔یہاں تک کہ ابن البز ار نے اس پر اجماع نقل کردیا۔اور اسی کو کامل ابن اثیر میں اختیار کیا گیا ہے۔اور محمود پاشا مکی مصری نے جونویں تاریخ کو بذریعہ حسابات اختیار کیا ہے یہ جمہور کے خلاف بے سند قول ہے اور حسابات پر بوجہ اختلاف مطالعے ایسا اعتماد نہیں ہوسکتا کہ جمہور کی مخالفت اس بنا پر کی جائے۔

دیوبندی گروہ سے فقیر اویسی کا سوال

یہ تمہارے اکابر مولوی اشرف علی تھانوی و مولوی انور کاشمیری مولوی حسین احمد مدنی و مولوی اصغر حسین محدث دیوبندی مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی فرمارہے ہیں ۹ تاریخ سراسر غلط دوسری طرف محمود فلکی غیر معروف جسکی تائید صرف شبلی کررہے ہیں۔جسکی کتاب سیرت پر لکھی ہوئی کو تھانوی صاحب نے گمراہ کن کتاب (الافاضات یومیہ) میں لکھا۔اب سوال ہے کہ تم اپنے اکابر کی کشتی میں سوار ہونا چاہتے ہو یا شبلی کی کشتی پر جس پر نیچری ہونے کا الزام بھی ہے یا محمود فلکی کے پیچھے جانا چاہتے وہ جو غیر معروف ہونے کے علاوہ ایک یہودی کا شاگرد بھی ہے۔

نوٹ

فقیر اختصار کے پیش نظر انہی حوالہ جات پر اکتفا کرتا ہے کتب احادیث وغیرہ اور تاریخ وغیرہ سامنے رکھی جائیں تو ہزاروں حوالہ جات پیش کئے جاسکتے ہیں۔

ناظرین

خدارا انصاف فرمایئے ایک طرف صحابہ کرام تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین اور علمائے محدثین ومفسرین اور فقہاو مؤرخین ہیں ایک طرف تنہا چند غیر معروف نجومی محمود پاشا جیسے بے علم، بتاؤ حق کس طرف۔

محمود پاشا فلکی کون تھا ؟

موجودہ دور کے سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ محمود پاشا فلکی کی تحقیقات کے مطابق ۹ ربیع الاوّل کی تاریخ ہے کیونکہ ۱۲ ربیع الاوّل کو پیر کا دن نہیں تھا۔ چونکہ آنحضرت ﷺ کی ولادت پیر کے دن ہوئی۔اس لئے ۹ ربیع الاوّل یومِ ولادت ہے۔ لیکن دلچسپ صورتِ حال یہ ہے کہ ان لوگوں کو محمود پاشا کے اصل وطن کا بھی علم نہیں اور نہ ہی اُس کی کتاب کا نام معلوم ہے۔ علامہ شبلی نعمانی اور قاضی سلیمان منصور پوری نے محمود پاشا فلکی کو مصر کا باشندہ لکھا ہے۔ مفتی محمد شفیع اس کی لکھتے ہیں۔ جبکہ حفظ الرحمٰن سیوہاروی نے قسطنطنیہ کا مشہور ہیئت دان اور منجم بتایا ہے۔ قسطنطنیہ استنبول کا قدیم نام ہے جو تُرکی کا مشہور شہر ہے۔محمود پاشا کے نام سے بھی ظاہر ہے کہ وہ ترکی کا رہنے والا تھا۔ کیونکہ پاشا تُرکی سرداروں کا لقب ہے اور سب سے بڑا فوجی لقب ہے۔ مجھے بڑی کوشش کے باوجود محمود پاشا فلکی کی کتاب یا رسالہ نہیں مل سکا۔ البتہ معلوم ہوا ہے کہ محمود پاشا کا اصل مقالہ فرانسیسی زبان میں تھا۔ جس کا ترجمہ سب سے پہلے احمد زکی آفندی نے ''نتائج الافہام'' کے نام سے عربی میں کیا تھا۔اس کتاب کو مولوی سید محی الدین خان صاحب جج ہائیکورٹ حیدرآباد نے اُردو کا جامہ پہنایا اور ۱۸۹۸ء میں نول کشور پریس نے شائع کیا۔ یہ ترجمہ اب نہیں ملتا۔ محمود پاشا فلکی نے اگر علمِ فلکیات کی مدد سے کچھ تحقیقات کی بھی ہیں تو صحابہ،تابعین اور دیگر قدماء کی روایات کو جھٹلانے کے لئے ان پر انحصار کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔ کیونکہ تمام سائنسی علوم کی طرح فلکیات کی کوئی بات قطعی نہیں ہوتی۔ سائنسی علوم میں آج جس بات کو درست تسلیم کیا جاتا ہے، کل کو وہ غلط ثابت ہوسکتی ہے۔ایک زمانے کے سائنسدان جس مسئلے پر متفق ہوتے ہیں۔ مستقبل والے اُس کی نفی کردیتے ہیں۔ محمود پاشا اور اُس کے معتقدین نے تو یہ کہہ دیا کہ ۱۲ ربیع الاوّل کو دوشنبہ کا دن نہیں تھا۔ پاشا کی تحقیق کی بنیاد جس علم پر ہے اس کا حال یہ ہے کہ اتنے ترقی یافتہ دور میں جبکہ انسان چاند پر پہنچ کر دوسرے سیاروں پر کمندیں ڈالنے کی کوششیں کررہا ہے برطانیہ کے

ماہرین فلکیات اس قابل نہیں ہوئے کہ چاند نظر آنے یا نہ آنے کی پیشین گوئی کرسکیں۔ یونیورسٹی آف لنڈن کے شعبہ طبیعات وعلومِ فلکیات کی رصدگاہ اور رائل گرین وچ آبزرویٹری کے معلوماتی سنٹر کے مطابق نئے چاند کی پیشین گوئی کرنا ابھی تک ناممکن ہے۔ پاکستان کے مشہور ماہر فلکیات ضیاء الدین لاہوری کی بھی یہی رائے ہے۔ جب مستقبل کے متعلق کوئی حتمی رائے نہیں کی جاسکتی تو ماضی کے متعلق یہ دعویٰ کرنا کہ فلاں قمری دن کو ہفتے کا فلاں دن تھا، اِس صورت میں کسی طرح ممکن نہیں۔ جب ہمارے پاس تقویم کا تاریخی ریکارڈ موجود نہیں۔

فلکی کا سہارا بے کار

مخالفین کو اب نہ قرآن سے غرض نہ حدیث کا مطالبہ نبوت دشمنی میں ایک فلکی کا سہارا لیا وہ بھی غلط۔ اس لئے کہ سب کو معلوم ہے سنِ ہجری کا استعمال حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں شروع ہوا۔ اور سب سے پہلی مرتبہ یوم الخمیس ۲۰ جمادی الاوّل ۱۷ھ (۶۳۸ء ۱۲ جولائی) کو مملکتِ اسلام میں اس کا نفاذ ہوا۔ اس کے بعد کا تاریخی ریکارڈ ملتا ہے لیکن اس سے پہلے کا نہ تاریخی ریکارڈ ملتا ہے اور نہ ہی اس سے قبل کے کسی دن کے متعلق کوئی بات حتمی طور پر کہی جاسکتی ہے کیونکہ بعثتِ نبوی سے قبل عرب میں کوئی باقاعدہ کیلنڈر نہیں تھا۔ اور وہ اپنی مرضی سے مہینوں میں ردّ و بدل کرلیا کرتے تھے اور بعض اوقات سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بنا دیا کرتے تھے۔

صاحب ''فتح الباری'' نے عربوں کے بارے میں لکھا ہے۔

بعض محرم کا نام صفر رکھ کر اس مہینے میں جنگ کرنا جائز قرار دے لیتے اس طرح صفر کا نام محرم رکھ کر اس میں جنگ کرنا حرام قرار دے دیتے۔

تفسیر ابن کثیر میں کہ کبھی محرم کو حرام سمجھتے اور کبھی اس کی حرمت کو صفر کی طرف مؤخر کردیتے۔

عربوں کی اس روش پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

اِنَّمَا النَّسِیۡٓءُ زِیَادَۃٌ فِی الۡکُفۡرِ (پارہ ۱۰، سورۃ التوبۃ، ایت ۳۷)

ان کا مہینے پیچھے ہٹانا نہیں مگر اور کفر میں بڑھنا۔

عرب صرف مہینے آگے پیچھے ہی نہیں کرتے تھے بلکہ سال کے تیرہ یا چودہ ماہ بھی بنا دیتے تھے۔ تفسیر الخازن کے مطابق سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بنا دیتے تھے جب عرب اپنی مرضی سے مہینوں کے نام بدل لیا کرتے تھے اور سال کے تیرہ یا چودہ مہینے بھی بنا لیا کرتے تھے۔ اور ظاہر ہے کہ اعلان نبوت تک یہی ہوتا رہا ہوگا۔ ہمیں اس بات کا پتہ نہیں چل سکتا کہ کس سال میں نسئی کی گئی۔ مولوی اسحٰق النبی علوی اپنے تحقیقی مقالے ''سیرتِ نبوی کی توقیت'' میں لکھتے ہیں۔ یہ مسئلہ ہنوز تشنہ ہے کہ

۱ ہجری سے ۱۰ ہجری تک نسئی کا مہینہ کن سالوں میں بڑھایا گیا۔اس سلسلے میں مجھے اعتراف کرنا ہے کہ تلاش و کوشش کے باوجود اوراقِ تاریخ میں کوئی اشارہ نہ مل سکا، جس کی بنا پر کوئی اصول یا قاعدہ کلیّہ پیش کیا جاسکے۔ جب ہجرت کے بعد صرف دس سالوں کے بارے میں یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ کن سالوں میں نسئی کا مہینہ بڑھایا گیا تو ولادت باسعادت کے وقت تک حسابات بالکل ناممکن ہیں۔ ماہر تقویم ضیاء الدین لاہوری نے لکھا ہے۔قابل اعتماد ذرائع کی غیر موجودگی میں گزشتہ تاریخوں کا تعین وثوق کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا۔اور اگر بالفرض کسی جگہ کی درست معلومات میسر آجائیں۔تو بھی جگہ بجگہ اختلاف کے باعث کسی تقویم پر مکمل انحصار نہیں کیا جاسکتا۔یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے ماہرین سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوسکا آکسفورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر مارگولیتھ G.Margoliauth لکھتے ہیں۔

It is not ,however ,possible to make pre-Islamic Calender.

جاہلی تقویم کا بنانا بہرحال ناممکن ہے یہ بات واضح ہوگئی کہ حسابات کے ذریعے نکالی گئی تاریخ صحیح نہیں ہوسکتی کیونکہ حسابات ممکن ہی نہیں ہیں۔پس ہمیں صحابہ کرام،تابعین اور مؤرخین کی روایات کو درست تسلیم کرنا پڑے گا۔محمود پاشا کے علاوہ کچھ اور لوگوں نے بھی حسابات کرنے کی سعئ لاحاصل کی۔انہوں نے آٹھ ربیع الاوّل کو پیر کا دن بتایا۔

علامہ قسطلانی نے لکھا ہے کہ اہل زیچ (زائچہ بنانے والوں) کا اس قول پر اجماع ہے کہ ۸ ربیع الاوّل کو پیر کا دن تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو شخص بھی حساب کرے گا کوئی نئی تاریخ نکالے گا۔پس ہم ماہرین فلکیات اور زائچہ بنانے والوں سے اتفاق نہیں کرسکتے کیونکہ اس سے ہمیں اقوال صحابہ وتابعین کا انکار کرنا پڑتا ہے۔

صحابہ اور نجومی

فقیر نے صحابہ وتابعین کے اقوال صحیح روایات سے پیش کئے ہیں وہ بارہ ربیع الاوّل کا فرماتے ہیں اور نجومی صاحب ۹ ربیع الاوّل۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انیسویں صدی کے ایک منجم سے اتفاق کرکے آنحضرت ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس کا قول جھٹلایا جاسکتا ہے؟ قارئین کرام خود ہی فیصلہ کرلیں۔حضور اکرم ﷺ کی ولادت کے بارے میں حضرت ابنِ عباس سے زیادہ کس کو علم ہوسکتا ہے۔حضرت رسول اکرم ﷺ کے عم زاد بھائی ہونے کی وجہ سے ابنِ عباس کا قول بڑی اہمیت رکھتا ہے۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا

"اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِہْتَدَیْتُمْ"

(میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی پیروی کروگے ہدایت پاؤگے)

قرآن کریم نے صحابہ کرام کو رضائے الٰہی کی سند عطا کردی اور فرمایا

رَّضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ (پارہ ۱۱، سورۃ التوبۃ، ایت ۱۰۰)

اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

پس حضرت ابن عباس اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایت کو چھوڑ کر ہم ایک منجم کی بات کو ہرگز تسلیم نہیں کرتے

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

''اولئك اصحاب محمد ﷺ كانوا افضل هذه الامة ابرها قلوباً ، واعمقها علماً واقلها تكلفاً اختار هم الله بصحبة نبيه ولاقامة دينه''

''رسول اللہ ﷺ کے صحابی امت میں سب سے افضل تھے۔ اِن کے دل سب سے زیادہ پاک، اِن کا علم سب سے گہرا، وہ تکلفات میں سب سے کم، اللہ نے انہیں نبی پاک ﷺ کی صحبت کے لئے اور اقامتِ دین کے لئے چنا تھا''

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بعد حضرت ابنِ اسحاق رحمۃ اللہ علیہ جیسے جید عالم، پہلے سیرت نگار اور تابعی نے بھی ۱۲ ربیع الاوّل یوم ولادت لکھا ہے۔ حضور پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ارشاد ہے

''جہنم کی آگ ان مسلمانوں کو چُھو بھی نہیں سکے گی جنہوں نے مجھے دیکھا، جس نے اُن کو دیکھا جنہوں نے مجھے دیکھا''

اس حدیثِ پاک میں صحابہ کرام اور تابعین کو دوزخ سے براٗت کا سرٹیفکیٹ دے دیا گیا۔ جس کا مطلب ہے کہ وہ جنتی ہیں اور اہل جنت کو چھوڑ کر نجومیوں اور ماہرین ریاضی کی باتوں پر یقین کرنا کسی طرح مناسب نہیں۔

اصحاب الفیل سے مضبوط دلیل

اصحاب الفیل کا قصہ قرآن مجید پ ۳۰ میں مشہور ہے اس سے علما کرام نے ولادت ۱۲ ربیع الاوّل کا استدلال کیا ہے چنانچہ ملاحظہ ہو حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج میں لکھتے ہیں کہ جاننا چاہیے کہ جمہور اہل سیر وتواریخ متفق ہیں کہ آنحضرت ﷺ عام الفیل میں حملۂ اصحابِ فیل سے چالیس دنوں سے لیکر پچپن دنوں کے بعد پیدا ہوئے۔ اور یہی صحیح ترین قول ہے۔

علامہ سہیلی، حافظ ابنِ کثیر، مسعوی کے مطابق ''واقعہ فیل کے پچاس دن بعد ولادت ہوئی'' سید امیر علی کے مطابق پچاس سے کچھ زیادہ دن گزرے تھے۔ محمد بن علی سے یہ منقول ہے کہ اس واقعے کے پچپن دن بعد حضور ﷺ پیدا ہوئے علامہ دمیاطی نے اسی قول کو اختیار کیا۔ طبقاتِ ابن سعد میں ہے:

''فبين ، الفيل وبين مولد رسول الله ﷺ خمس وخمسون ليلة''

رسول اللہ ﷺ کی ولادت اور واقعہ فیل کے درمیان پچپن راتیں گذری تھیں۔

شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی نے تفسیر ''فتح العزیز'' میں لکھا ہے کہ ولادت اس قصّے کے پچپن روز بعد ہوئی۔ابو محمد عبدالحق الحقانی الدہلوی نے بھی لکھا ہے۔جس سال یہ واقعہ گزرا ہے،اسی سال میں ایک مہینہ اور پچیس روز (۵۵=۲۵+۳۰) بعد آنحضرت ﷺ پیدا ہوئے۔محدّث جلیل سیّد جمال حسینی مصنّف ''روضۃ الاحباب'' سرسید احمد خاں کے نزدیک محبوب خدا کی ولادت واقعہ فیل کے پچپن یوم بعد ہوئی۔تمام معتبر روایات کے مطابق ابرہہ کا لشکر محرم میں آیا تھا۔بعض روایات کے مطابق یہ واقعہ نصف محرم میں پیش آیا تھا۔علامہ عبدالرحمٰن ابنِ جوزی لکھتے ہیں ''ابرہہ کی آمد تیس دن کے مان لئے جائیں تو سترہ محرم کے پچپن دن بعد ۱۲ ربیع الاوّل آتا ہے۔۱۳-۳۰-۱۲x۳۰=۵۵ ثابت ہوگیا کہ یوم ولادتِ سرکار ﷺ بارہ (۱۲) ربیع الاوّل ہے۔کیونکہ صحابہ کرام،تابعین، مفسرین، محدثین اور قدیم مؤرخین نے یہی تاریخ لکھی ہے۔ہم محمود پاشا فلکی کے حسابات پر یقین نہیں رکھتے۔کیونکہ اگر کوئی شخص صحابہ کرام،تابعین اور محدثین کے خلاف کوئی بات کہے تو قابل تسلیم نہیں کیونکہ اسلام کی ہر بات قرآن وحدیث میں درج ہے اور قرآن وحدیث ہم تک صحابہ اور تابعین کے وسیلے سے پہنچا۔اگر محمود پاشا فلکی نے حسابات اور علمِ فلکیات کے ذریعے یہ ثابت کیا ہے کہ ۱۲ ربیع الاوّل کو پیر کا دن نہیں تھا۔علامہ عنایت احمد کاکوروی اور مولانا مفتی عبدالقدوس ہاشمی تقویم کے ماہر تھے انہوں نے تقویم اور علمِ نجوم پر گرانقدر کتابیں بھی لکھی ہیں۔لیکن ان کے نزدیک ۱۲ ربیع الاوّل اور پیر کے دن میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ڈاکٹر محمد حمید اللہ جیسے مغربی اور مشرقی علوم پر مہارت رکھنے والی شخصیت کے نزدیک بھی ۱۲ ربیع الاوّل کو پیر کا ہی دن تھا۔اس کے علاوہ اہلِ مکہ ہمیشہ بارہ ربیع الاوّل ہی یومِ میلا دمناتے رہے ہیں۔اور دیگر اسلامی ممالک میں بھی ۱۲ ربیع الاوّل کو عید میلاد النبی ﷺ منائی جاتی ہے۔اب اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ حضور پاک صاحبِ لولاک، محمد مصطفےٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ ۱۲ ربیع الاوّل ۱ھ عام الفیل، پیر کے دن، صبح کے وقت اس جہانِ ہست وبود میں اپنے وجودِ عنصری کے ساتھ تشریف لائے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا پیغام پیاری امت کے نام

فقیر نے خیر القرون یعنی صحابہ وتبع تابعین کی صریح عبارات کے بعد یعنی اسلامی پہلی صدی سے لے کر ۱۴۰۰ھ صدی تک کے مستند ائمہ مجتہدین اور علماء اکرام یہاں تک کہ مخالفین کے اکابرین کی عبارات پیش کی ہیں کہ حضور ﷺ کی ولادت ۱۲ ربیع الاوّل کو ہے بلکہ انہوں نے ۹ ربیع الاوّل کے قول کی سختی سے تردید کی ہے لیکن مخالفین اپنی مارے جارہے ہیں عقلمند انسان نے یہ تو سمجھ لیا کہ نبی پاک ﷺ کی امت کا اتفاق بارہ ربیع الاوّل پر ہے صرف ایک نجومی ایک طرف ہے۔ ایسے اختلاف کیلئے نبی پاک ﷺ نے امت کو ایک پیغام کی صورت میں ارشاد فرمایا ہے چند احادیث ملاحظہ ہوں۔

احادیث مبارکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

(۱) اتبعو السو اد الا عظم فا نہ من شذشذفی النا ر (ابن ماجہ)

بڑی جماعت کی تابعداری کرو اس لئے کہ جو الگ رہا جہنم میں جائیگا۔

(۲) ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلا لۃ (ترمذی)

بیشک اللہ میری امت کو گمراہی پر متفق نہ ہونے دیگا۔

(۳) ید اللہ علی الجما عتہ ومن شذ شذ فی النا ر (ترمذی)

اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو الگ رہا وہ الگ جہنم میں جائے گا۔

مسلمانو! بتاؤ ۱۲ ربیع الاول ولادت رسول ﷺ میں جملہ مسلمانان عالم متفق ہیں ان میں شامل ہونا چاہتے ہو یا اکیلے ایک نجومی کے پیچھے جانا چاہتے ہو۔

اکیلی بکری بھیڑیئے کی غذا

حضور نبی پاک ﷺ نے فرمایا شیطان انسان کیلئے بھیڑیا ہے جیسے بکریوں کا بھیڑیا الگ اور دور والی کو پکڑتا ہے اسی لئے اے امتیو گھاٹیوں یعنی چھوٹی چھوٹی جماعتوں سے بچو اور اپنی بڑی جماعت مسلمین کو لازم پکڑو۔

آخری گذارش

مسلمانو سوچ کر فیصلہ فرمائیے کہ مشرق تا مغرب شمال تا جنوب ۱۲ ربیع الاول شریف کو پیدائشِ رسول ﷺ کی دھوم مچی ہوتی ہے صرف چند ٹوٹر منہ بسور کر بدعت بدعت کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں یہ وہی ہوا کہ بوقت ولادت عرش تا فرش ساری

مخلوق رسول اللہ ﷺ پر خوشیاں منا رہی تھی صرف ابلیس بیچارہ نہ صرف مغموم تھا بلکہ دھاڑیں مار کر رو رہا تھا۔

انکشاف

شیطان ابلیس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے قسم کھا کر کہا تھا کہ اولاد آدم سے ہی میں اپنے ہمنوا بناؤں گا چنانچہ احادیث سے ثابت ہے کہ یوم میلاد میں صرف ابلیس کے گھر میں سوگ منایا گیا اس وقت سے یہودیوں کو ہمنوا بنایا پھر ہر صدی میں مختلف رنگ وروپ سے نبوت دشمنی پر امت مصطفویہ میں سے اولاد آدم کو اپنے ساتھ ملالیا ہمارے دور میں دشمنان میلاد کھڑے کر دیئے ان بیچاروں نے تقریب کے خلاف مختلف طریقوں سے تخریب کاری کی مثلاً ابتداً شور مچایا میلاد بدعت ہے لیکن اب وہ خود کرنے لگے اگرچہ نام بدلے ہیں کام تو وہی ہے پھر ایک عرصہ تک راگ الاپا کہ ۱۲ ربیع الاوّل کو جلوس نکالنا حرام ہے اللہ نے انہیں سزا دی کہ سال میں کئی جلوس نکالیں اور جوتے بھی کھائیں پھر وہ شور ابھی قائم دائم تھا تو دوسرا طوفان کھڑا کر دیا کہ ۱۲ ربیع الاوّل کو تو حضور ﷺ کی وفات ہے اسی لئے بجائے خوشیوں کے سوگ منایا جائے۔ اہل انصاف اور اہل علم سے اپیل ہے کہ فقیر کا یہ رسالہ ٹھنڈے دل سے مطالعہ کر کے خود فیصلہ فرمایئے کہ اس ٹولی کا کیا مقصد ہے کہ جمہور از صحابہ تا حال کی بات سے انکار اور ایک نجومی کی غلط تحقیق پر زور شور۔ اس سے خود سمجھ لیں کہ انکے دل میں کون سا چور چھپا بیٹھا ہے اور کیوں؟

فقط والسلام

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور

۲۶ صفر ۱۴۱۴ھ